قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ الفضل لندن

مدیر: ابوسعید

Online Edition

ہفتہ 25 جنوری 2020ء | 29 جمادی الاول 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ: 22

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلِ ادۡعُوا اللّٰہَ اَوِ ادۡعُوا الرَّحۡمٰنَ ؕ اَیًّامَّا تَدۡعُوۡا فَلَہُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی ۚ وَ لَا تَجۡہَرۡ بِصَلَاتِکَ وَ لَا تُخَافِتۡ بِہَا وَ ابۡتَغِ بَیۡنَ ذٰلِکَ سَبِیۡلًا ﴿۱۱۱﴾

(بنی اسرائیل:111)

ترجمہ: تو کہہ دے کہ خواہ اللہ کو پکارو خواہ رحمان کو۔ جس نام سے بھی تم پکارو سب اچھے نام اُسی کے ہیں۔ اور اپنی نماز نہ بہت اُونچی آواز میں پڑھ اور نہ اُسے بہت دھیما کر اور اِن کے درمیان کی راہ اختیار کر۔

فرمانِ رسول ﷺ

عاجزی و انکساری

حضرت ابو مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا جب آپؐ سے بات کرنے لگا تو وہ کانپنے لگ گیا۔اس پر آپؐ نے اس کو مخاطب کرکے فرمایا کہ تسلی رکھو میں کوئی بادشاہ تو نہیں۔ میں تو ایک ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی۔ (سنن ابن ماجہ)

فرمان خلیفہ وقت

سورۃ اخلاص کی فضیلت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’سورۃ اخلاص کی اہمیت کے بارے میں یعنی قُلۡ ہُوَاللّٰہُ اَحَدٌ جو سورت شروع ہوتی ہے اس کے بارے میں ایک حدیث میں اس طرح ذکر ملتا ہے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو قل ہُوَاللّٰہُ اَحَدٌ پڑھتے ہوئے سنا جو اس کو بار بار پڑھ رہا تھا۔ جب صبح ہوئی تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ساری بات بیان کی اور گویا کہ وہ اس شخص کو کم یا چھوٹا سمجھ رہا تھا اس لئے شکایت کے رنگ میں بیان کیا۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ قرآن کے تیسرے حصہ کے برابر ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس ضمن میں ایک جگہ تفصیل یوں بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کیا تم میں سے کوئی اس بات سے عاجز ہے کہ ایک رات میں ایک تہائی قرآن مجید پڑھے۔ یہ بات صحابہ پر بڑی گراں گزری۔ انہوں نے کہا یارسول اللہؐ ! ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے کہ ایک تہائی قرآن کریم رات میں پڑھ لے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ الصمد۔ یعنی سورۃ اخلاص ایک تہائی قرآن ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 2فروری 2018ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

وحدت جمہوری

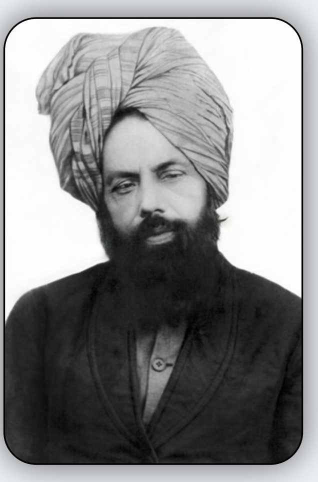

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ تمام انسانوں کو ایک نفسِ واحد کی طرح بناوے۔اس کا نام وحدتِ جمہوری ہے جس سے بہت سے انسانِ بحالتِ مجموعی ایک انسان کے حکم میں سمجھا جاتا ہے۔مذہب سے بھی یہی منشاء ہوتا ہے کہ تسبیح کے دانوں کی طرح وحدتِ جمہوری کے ایک دھاگہ میں سب پروئے جائیں ۔یہ نمازیں با جماعت جو کہ ادا کی جاتی ہیں وہ بھی اسی وحدت کے لئے ہیں تا کہ کل نمازیوں کا ایک وجود شمار کیا جاوے اور آپس میں مل کر کھڑے ہونے کا حکم اس لئے ہے کہ جس کے پاس زیادہ نور ہے وہ دوسرے کمزور میں سرایت کر کے اُسے قوت دیوے۔حتّٰی کہ حج بھی اسی لئے ہے۔اس وحدتِ جمہوری کو پیدا کرنے اور قائم رکھنے کی ابتدا اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے کی ہے کہ اول یہ حکم دیا کہ ہر ایک محلہ والے پانچ وقت نمازوں کو باجماعت محلہ کی مسجد میں ادا کریں تاکہ اخلاق کا تبادلہ آپس میں ہو اور انوار مل ملا کر کمزوری کو دور کردیں اور آپس میں تعارف ہو کر اُنس پید اہو جاوے۔تعارف بہت عمدہ شئے ہے کیونکہ اس سے انس بڑھتا ہے جو کہ وحدت کی بنیاد ہے۔حتّٰی کہ تعارف والا دشمن ایک نا آشنا دوست سے بہت اچھا ہوتا ہے کیونکہ جب غیر ملک میں ملاقات ہو تو تعارف کی وجہ سے دلوں میں اُنس پیدا ہو جاتا ہے۔وجہ اس کی یہ ہوتی ہے کہ کینہ والی زمین سے الگ ہونے کے باعث بغض جو کہ عارضی شے ہوتا ہے وہ تو دور ہو جاتا ہے اور صرف تعارف باقی رہ جاتا ہے۔

پھر دوسرا حکم یہ ہے کہ جمعہ کے دن جامع مسجد میں جمع ہوں کیونکہ ایک شہر کے لوگوں کا ہر روز جمع ہونا تو مشکل ہے۔اس لئے یہ تجویز کی کہ شہر کے سب لوگ ہفتہ میں ایک دفعہ مل کر تعارف اور وحدت پیدا کریں۔آخر کبھی نہ کبھی تو سب ایک ہو جائیں گے۔پھر سال کے بعد عیدین میں یہ تجویز کی کہ دیہات اور شہر کے لوگ مل کر نماز ادا کریں تاکہ تعارف اور اُنس بڑھ کر وحدت جمہوری پیدا ہو۔پھر اسی طرح تمام دنیاکے اجتماع کے لئے ایک دن عمر بھر میں مقرر کر دیا کہ مکہ کے میدان میں سب جمع ہوں۔غرضیکہ اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ آپس میں اُلفت اور اُنس ترقی پکڑے۔افسوس کہ ہمارے مخالفوں کو اس بات کا علم نہیں کہ اسلام کا فلسفہ کیسا پکا ہے۔دنیوی حکام کی طرف سے جو احکام پیش ہوتے ہیں۔ان میں تو انسان ہمیشہ کے لئے ڈھیلا ہو سکتا ہے۔لیکن خدا تعالیٰ کے احکام میں ڈھیلا پن اور اس سے بکلی روگردانی کبھی ممکن ہی نہیں کون سا ایسا مسلمان ہے جو کم ازکم عیدین کی بھی نماز نہ ادا کرتا ہو۔پس ان تمام اجتماعوں کا یہ فائدہ ہے کہ ایک کے انوار دوسرے میں اثر کرکے اُسے قوت بخشیں۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم ص 100)

دربارِ خلافت

جھوٹ ایک گناہ ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’جھوٹ ایک گناہ ہے اور سچائی ایک نیکی ہے اور خُلق ہے۔ اس کو بچپن سے ہی بچوں کے دلوں میں قائم کرنے کے لئے آپ نے اس طرح نصیحت فرمائی کہ ایک صحابی اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اور میں اپنے بچپن کی وجہ سے تھوڑی دیر بعد ہی گھر میں آپ کی موجودگی میں ہی کھیلنے کے لئے باہر جانے لگا تو میری ماں نے مجھے اس بابرکت ماحول سے دُور جانے سے روکنے کے لئے کہا کہ اِدھر آؤ۔ ابھی یہیں رہو۔ میں تمہیں ایک چیز دوں گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ تم اسے کچھ دینا چاہتی ہو؟ میری ماں نے کہا کہ ہاں میں اسے ایک کھجور دوں گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ اگر تمہارا یہ ارادہ نہ ہوتا اور تم صرف بچے کو بلانے کے لئے یہ کہتی تو تم پھر جھوٹ بولنے کا گناہ کرنے والی ہوتی۔(سنن ابی داؤد) اب اس بچے پر بھی اس چھوٹی عمر میں سچائی کی اہمیت اور جھوٹ سے نفرت واضح ہو گئی اور بڑے ہونے تک انہوں نے یہ بات یاد رکھی اور اس کے بعد بیان فرمائی کہ میرے دل میں یہ اہمیت تھی۔

ایک مرتبہ ایک شخص کو فرمایا کہ اگر تم ساری برائیاں نہیں چھوڑ سکتے تو جھوٹ بولنا چھوڑ دو۔ ایک برائی کم از کم چھوڑو۔(تفسیر کبیر امام رازی)اب ہم دیکھتے ہیں کہ کیا آجکل کے مسلمانوں کے یہ معیار ہیں کہ اس باریکی سے جھوٹ سے بچیں اور سچائی کو قائم کریں بلکہ ہمیں اپنے بھی جائزے لینے چاہئیں کہ کیا ہمارے یہ معیار ہیں۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ کبیرہ کے بارے میں بتاتے ہوئے فرمایا کہ گناہ کبیرہ یہ ہے کہ اللہ کا شرک کرنا۔ والدین کی نافرمانی کرنا اور پھر راوی کہتے ہیں کہ آپ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے یہ باتیں کر رہے تھے تو اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ غور سے سنو۔ جھوٹ اور جھوٹی گواہی۔ پھر آپ نے فرمایا جھوٹ اور جھوٹی گواہی اور بار بار فرمایا۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ یہ کہتے چلے گئے اور ہم نے خواہش کی کہ کاش حضورﷺ اب خاموش ہو جائیں۔

(صحیح البخاری کتاب الادب باب عقوق الوالدین من الکبائر حدیث 5976)

پھر ہم اس رنگ میں بھی آپؐ کے اخلاق کا مظاہرہ دیکھتے ہیں۔ برداشت اور صبر کا کیا معیار ہے اور کس طرح آپؐ نصیحت فرماتے تھے۔ ایک بدّو مسجد میں پیشاب کرنے لگا۔ لوگ اس کی طرف روکنے کے لئے دوڑے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو اور جہاں پیشاب کیا ہے وہاں پانی بہا دو۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ تم لوگوں کی آسانی کے لئے پیدا کئے گئے ہو نہ کہ تنگی کے لئے۔ اس پر وہ بدّو ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت کا ذکر کیا کرتا تھا۔‘‘

(خطبہ جمعہ مورخہ 2مارچ 2018ء)

پچھلی رات کے راز و نیاز

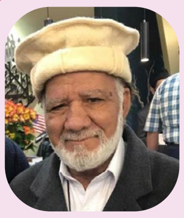

قدم قدم پہ خلافت کی خاص ڈھال کے ساتھ
کیا ہے پون صدی کا سفر کمال کے ساتھ

تراشے فضلِ عمر نے جو اپنے ہاتھوں سے
ہمیں ہے ناز انہی پیارے خدوخال کے ساتھ

وفا کا رشتہ خلافت سے باندھا جو ہم نے
خدا کرے کہ بڑھے اور ماہ و سال کے ساتھ

ادب کی ، علم کی دولت اک ایسی دولت ہے
کمی نہ ہوگی کبھی جس میں استعمال کے ساتھ

وہ پچھلی رات کو راز ونیاز کی باتیں
ہمیشہ کرتے رہیں ربِ ذوالجلال کے ساتھ

جبیں کو ، کرتے ہوئے تذکرے محبت کے
نہ میلا کیجئے گا سلوٹ و ملال کے ساتھ

ہیں سکے عشقِ خلافت کے کاسئہ دل میں
ہمارا واسطہ کیا روبل و ریال کے ساتھ

یہ نوجواں ہے،پچھتّر برس کا اے قدسیؔ
تم اس کے ساتھ الجھا ذرا خیال کے ساتھ

عبدالکریم قدسیؔ۔امریکہ

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء ان میں سے ایک پر بھجوائیں۔
www.alfazlonline.org
info@alfazlonline.org
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020

عبدالقدیر قمر

آنحضرت ﷺ کی مقدس سیرت کی پاکیزہ جھلکیاں

آج بظاہر دنیا ایک گلوبل ویلج بن رہی ہے۔ فاصلے مٹ رہے ہیں۔ مسافتیں سمٹ رہی ہیں اور کائنات ایک گھر بن رہی ہے۔ مگر اس قربت کے باوجود دوری میں اضافہ ہورہا ہے۔ گھر ٹوٹ رہے ہیں اور معاشرہ بکھر رہا ہے اور ہر شخص محسوس کر رہا ہے کہ میں تنگ و تاریک کنویں میں گرتا جارہا ہوں۔

ان بڑھتے ہوئے فاصلوں کو کیسے مٹایا جاسکتا ہے؟ بے ادبی کی فضا کو ادب کے عطر سے کیسے معطر کیا جاسکتا ہے؟ نفرت کے صحراؤں میں گل و گلزار کیسے کھلائے جاسکتے ہیں؟ ظلم و جور کی بنجر زمین میں امن و امان کے پھول کیسے اگائے جاسکتے ہیں؟

آیئے میں آپ کو کائنات کے گل سر سبز فخر کائنات سرور دو عالم وجہ تخلیق کائنات ﷺ کی حیات طیبہ سے چند جھلکیاں دکھاؤں جن کے مطابق اپنی زندگیاں ڈھالنے کے نتیجہ میں عرب کے ریگزار گلزار بنے۔ وحشت و بربریت تمدن و تہذیب کے سانچے میں ڈھل گئی۔ گنوار اور ان پڑھ دنیا کے استاد بن گئے اور ایک دوسرے کو خون میں نہلانے والے، خون کے تقدس کے محافظ بن گئے۔ نفرت سے شعلہ بار آنکھیں الفت و ایثار کی وہ شمعیں بنیں جن کی روشنی میں ظلمت کدوں میں بھٹکنے والے نشان منزل پاگئے۔

یزید بن بانبوس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں ایک دن میں نے حضرت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق سے متعلق استفسار کیا تو آپؓ نے فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق قرآن تھے۔ پھر مجھے فرمایا کہ اگر تمہیں سورۃ المومنون یاد ہے تو سناؤ۔ میں نے اس کی پہلی دس آیات کی تلاوت کی۔ ان آیات میں یہ ذکر ہے کہ:

یقیناً مومن کامیاب ہوگئے وہ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں اور وہ جو زکوٰۃ کا حق ادا کرنے والے ہیں اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں مگر اپنی بیویوں سے نہیں یا ان سے (بھی نہیں) جن کے ان کے داہنے ہاتھ مالک ہوئے پس یقیناً وہ ملامت نہیں کئے جائیں گے۔ پس جو اس سے ہٹ کر کچھ چاہے تو یہی لوگ ہیں جو حد سے تجاوز کرنے والے ہیں اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی نگرانی کرنے والے ہیں اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں پر محافظ بنے رہتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ نے ان آیات کی تلاوت سن کر فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق فاضلہ تھے۔

(مستدرک حاکم۔ تفسیر سورۃ مومنون)

اسی مجمع الانوار خاتم الانبیاء محمد مصطفی ﷺ کی شخصیت آپ کے مقام آپؐ کے رہن سہن، آپؐ کے قول و فعل آپؐ کے اعمال و اذکار آپؐ کی روزمرہ مصروفیات آپؐ کی عبادات، آپؐ کی دعوت الی اللہ آپؐ کے مطہر و پاکیزہ اخلاق آپؐ کا صدق، آپؐ کی استقامت، آپؐ کی علو ہمتی اور آپؐ کی بخشش و عنایات اور رحمت و رأفت کے جگہ جگہ تذکرے ملتے ہیں اور تمام کتب احادیث اور کتب سیر اخلاق فاضلہ کی ان تفاصیل سے بھری پڑی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا نوروں نہلایا ہوا پُرکشش چہرہ لاکھوں کروڑوں افراد کی زندگیوں کو منبع رشدوہدایت بنا گیا۔ وہ آفتاب و ماہتاب نکھرتا ہوا اور کھلتا ہوا سفید رنگ جس پر شرافت و پاکیزگی کا ہالہ تھا جس پر ہمیشہ دلآویز مسکراہٹ کھیلتی رہتی، کتنی ہی ڈوبتی کشتیوں کا کھیون ہار بن گیا۔

آپؐ کے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوتا۔ اس کی خوبصورتی اور دلآویزی کو حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں بھی بیان نہیں کرسکتی۔ کس طرح اپنے مولیٰ کے حضور گڑگڑاتے۔ اصلاح امت کے لئے دعائیں کرتے۔ بگڑی انسانیت کو سنوارنے کے لئے عرش الٰہی کو ہلاتے۔ کفر کے اندھیروں سے نکال کر روشنیوں کے شہر میں لانے کے لئے التجائیں کرتے۔ کھڑے کھڑے پاؤں متورم ہو جاتے۔ نماز فجر کے بعد صحابہؓ کے ساتھ تشریف فرما ہوتے۔ ان کا حال احوال دریافت فرماتے۔ ان میں اگر کوئی غیر حاضر ہوتا تو اس کے بارہ میں معلوم فرماتے۔ اگر کوئی صحابیؓ سفر پر گئے ہوتے تو اس کے لئے دعا کرتے۔ بیمار ہوتا تو عیادت کرتے۔

(کنزالعمال جلد7 ص153 باب الجلوس والمجالس)

دنیا میں عام طور پر دیکھنے میں آتا ہے کہ بادشاہ اور گورنر اور دوسرے بڑے بڑے لوگ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو پسند نہیں کرتے۔ بلکہ خود ہاتھ سے کام کرنا عار سمجھتے ہیں اور اپنے کام دوسروں سے کروا کر خوش ہوتے اور اتراتے ہیں مگر ہمارے پیارے آقا ﷺ نمازیں ہوں یا جمعہ یا عید خود پڑھاتے۔ باہر سے آنے والے وفود سے ملتے۔ تبلیغ کرتے۔ مریضوں کی عیادت کرتے، جنازوں میں شرکت کرتے۔ غلاموں تک کی دعوت قبول فرمالیتے۔ آپؐ پسند نہیں فرماتے تھے کہ لوگ آپؐ کو دیکھ کر کھڑے ہوں۔

حضرت امام حسینؓ فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے والد سے رسول اللہ ﷺ کے گھر کے اندرونی حالات کے بارہ میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ جب حضورؐ اپنے گھر تشریف لاتے تو گھر کے اوقات کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے۔ ایک حصہ اللہ جلشانہ کے لئے وقف فرماتے۔ ایک حصہ اہل خانہ کے لئے اور ایک حصہ خود اپنے لئے۔ پھر اپنے حصہ کو بھی اپنے اور لوگوں کے درمیان بانٹ لیتے اور اس میں خاص صحابہؓ کے ذریعہ عام لوگوں تک (دین کی باتیں) پہنچاتے اور ان سے کوئی بات بچا کر نہ رکھتے اور آپؐ کی سیرت میں امت کے حصہ کی تقسیم کا طریق کار یہ تھا کہ ملاقات کے لئے اجازت دینے میں امت کے اہل فضل لوگوں کو ترجیح دیتے اور دین میں فضیلت کے لحاظ سے ان کی تقسیم ہوتی تھی۔ ان میں سے بعض کو ایک حاجت ہوتی بعض کو دو اور بعض کو کئی حاجتیں ہوتیں۔ آپؐ ان کی حاجت روائی میں ان کے ساتھ مصروف رہتے اور ان کے سوالات پر انہیں ایسے کاموں میں مصروف کرتے جو ان کی اور امت کی اصلاح کریں اور ایسی باتوں سے آگاہ کرتے جو ان کے لئے مفید ہوتیں اور فرماتے تم میں سے جو حاضر ہیں وہ غیر حاضروں تک یہ باتیں پہنچائیں اور مجھ تک اس شخص کی حاجت پہنچاؤ جو اپنی حاجت نہیں پہنچا سکتا۔ کیونکہ جو کسی ایسے شخص کی حاجت حاکم تک پہنچائے جسے وہ خود پہنچانے کی استطاعت نہیں رکھتا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ثبات قدم بخشے گا ... لوگ آپؐ کے پاس طالب بن کر آتے اور بغیر کچھ لئے واپس نہ جاتے اور خیر کی طرف ہدایت بن کر نکلتے ... بامقصد کلام فرماتے۔ اپنے صحابہؓ کی تالیف قلب فرماتے۔ انہیں متنفر نہ کرتے۔ ہر قوم کے معزز افراد کی عزت کرتے ... صحابہؓ کے حالات دریافت فرماتے رہتے۔ اچھی بات کی تعریف کرتے اور اسے تقویت دیتے اور بری بات کی برائی بیان کرتے اور اس کا زور توڑتے۔ آپؐ ہر امر میں میانہ رو تھے۔

تضاد سے پاک تھے۔ آپؐ کے نزدیک سب سے افضل وہ ہوتا جو ہمدردی اور معاونت میں دوسروں سے سب سے اچھا ہوتا۔ آپؐ اٹھتے بیٹھتے ذکر الٰہی کرتے۔ آپؐ ہر ہم نشین کو اس کا حق دیتے۔ کوئی یہ گمان نہ کرتا کہ کوئی دوسرا اس سے زیادہ معزز ہے۔ آپؐ کی خندہ پیشانی، سخاوت اور حسن خلق سب کے لئے تھی۔ آپؐ ان کے لئے باپ ہوگئے تھے۔

(شمائل النبی ﷺ)

آپؐ کی دلنشیں معاشرت کا نقشہ حضرت علیؓ اس طرح بیان فرماتے ہیں:۔

رسول اللہ ﷺ ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے۔ نہایت عمدہ اخلاق کے مالک اور نرم خو تھے۔ ترش رو تھے نہ تند خو۔ کوئی فحش بات زبان پر نہ لاتے۔ چیخ چیخ کر کلام نہ فرماتے عیب نہ نکالتے۔ بخل نہ کرتے۔ جو بات پسند نہ آتی اس کی طرف توجہ نہ فرماتے۔ تین باتوں سے آپؐ کلیۃً آزاد تھے۔ جھگڑا، تکبرلایعنی و فضول باتوں سے پرہیز کرتے۔ آپؐ کسی کی مذمت نہ کرتے۔ کسی کی غیبت نہ کرتے اور کسی کی بھی پردہ دری نہ کرتے۔ آپ صرف ان امور سے متعلق گفتگو فرماتے جن میں ثواب کی امید ہو۔ جب آپؐ خاموش ہوتے تو دوسرے گفتگو کرتے۔ مگر جب ایک شخص کلام کررہا ہوتا تو باقی خاموشی سے سنتے یہاں تک کہ وہ اپنی بات مکمل کرلیتا۔ آپؐ صحابہ کی بات توجہ سے سنتے۔ آپ ان باتوں سے خوش ہوتے جن پر صحابہ خوش ہوتے آپؐ اجنبی شخص کے گفتگو اور سوال میں تلخی پر صبر فرماتے۔

(شمائل النبی ﷺ)

آنحضرت ﷺ ہمیشہ ضرورت مند کی ضرورت پوری فرماتے۔ دوسروں کو بھی ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنے کی طرف توجہ دلاتے۔ فرمایا کرتے تھے اگر کسی ضرورت مند کو دیکھو تو اسے دے سکتے ہو تو ضرور دو ورنہ اس کی مدد کے لئے دوسروں کو تحریص کرو۔ کیونکہ نیک سفارش کا بھی اجر ہوتا ہے۔ مبالغہ آمیز تعریف ہرگز پسند نہ فرماتے سوائے اس کے کہ وہ جائز حدود کے اندر ہو۔ (بخاری کتاب الادب)

آپؐ کے اعلیٰ اخلاق اور بلندی کردار کے بارہ میں حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی گواہی سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے فرماتی ہیں۔ آپؐ صلہ رحمی کرنے والے، دوسروں کے بوجھ اٹھانے والے، گمشدہ اخلاق اور نیکیوں کو زندہ کرنے والے، مہمان نواز اور راہ حق میں مصائب پر مدد کرنے والے ہیں۔

(بخاری کتاب بدء الوحی)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپؐ کے دلآویز اخلاق کا نقشہ یوں کھینچتی ہیں۔ آپؐ فحش کلامی نہ فرماتے اور بازاروں میں آوازیں کسنا آپؐ کا شیوہ نہ تھا۔ بدی کا بدلہ بدی سے نہ دیتے بلکہ عفو اور درگزر سے کام لیتے۔ (بخاری کتب الادب)

حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جامع جمیع الصفات تھے اور خلق عظیم کے لحاظ سے ہمالیہ سے بھی بلند تر چوٹیوں پر فائز تھے۔ بنی نوع انسان کے لئے ایسا خوبصورت اور کامل نمونہ اور کامیابی اور کامرانی کی ایسی شاہراہ جو شادمانیوں کے لالہ زاروں میں پہنچا دیتی ہے۔ قرآن کریم نے رحمی رشتہ داروں کی طرف خاص طور پر متوجہ کیا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے تعلقات اپنے قریبی رشتہ داروں سے ہی ٹھیک نہیں تو دوسروں سے وہ کیسے حسن سلوک کرسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا ایک بڑا مقصد رشتوں کا تقدس اور رشتوں کا احترام تھا اور ان رشتوں کے حقوق کا قیام تھا۔ حضرت عمرو بن عنبسہؓ کہتے ہیں کہ میں آغاز اسلام میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا یا رسول اللہ! آپؐ کو کیا تعلیم دے کر مبعوث فرمایا گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اس تعلیم کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہو اور رحمی رشتوں کو نیکی اور حسن سلوک کے ساتھ استوار کیا جائے۔

(مستدرک حاکم جلد 4 ص 149 باب البر والصلہ)

رحمی رشتوں میں اولین رشتہ والدین کا ہے۔ پھر بیوی اولاد، بہن بھائی، خالہ، چچا وغیرہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہر ایک کا حق قائم فرمایا۔ آپؐ سے پوچھا گیا کہ حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ فرمایا ماں، پھر پوچھا تو فرمایا ماں، تیسری بار پوچھنے پر بھی فرمایا ماں اور چوتھی بار پوچھنے پر فرمایا باپ۔

(بخاری کتاب الادب)

ایک شخص کے یہ پوچھنے پر کہ کیا والدین کی موت کے بعد بھی ان کی صلہ رحمی کا کوئی حق باقی رہ جاتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں والدین کے لئے دعائیں کرنا، ان کے رحمی رشتہ داروں سے حسن سلوک کرنا جن کے ساتھ صرف والدین کی طرف سے رشتہ ہو۔ پھر ان کے لئے بخشش کی دعا کرنا اور ان کے عہد کو وفا کرنا اور ان کے دوستوں کی عزت کرنا۔ (ابوداؤد کتاب الادب)

رسول اللہ ﷺ صلہ رحمی کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ صلہ رحمی یہ نہیں کہ رشتہ داروں کے حسن سلوک کا بدلہ دیا جائے۔ بلکہ اصل صلہ رحمی تو یہ ہے کہ رشتہ توڑنے والوں سے جوڑنے کی کوشش کی جائے۔

(بخاری کتاب الادب باب لیس الواصل بالمکافی)

رسول اللہ ﷺ کے اکثر رشتہ داروں نے دعویٰ نبوت کی وجہ سے آپؐ کی بھرپور مخالفت کی اور تنگ کرنے کا کوئی دقیقہ نہ چھوڑا۔ اس کے باوجود آپؐ فرماتے۔ بیشک قریش کی فلاں شاخ میرے دوست نہیں رہے بلکہ دشمن ہوگئے ہیں۔ مگر آخر میرا ان سے ایک خونی رشتہ ہے۔ میں بہرحال ان کے حقوق اس رحمی تعلق کی وجہ سے ادا کرتا رہوں گا۔ (بخاری کتاب الادب)

آپؐ نے اپنی جامع اور کامل تعلیم کے ذریعہ سب سے بڑی خدمت بنی نوع کی یہ کی کہ ان کی جان اور مال اور عزت اور عفت کی حرمت قائم فرمادی۔ آپؐ نے تو اپنا فرمانبردار ہی اسے قرار دیا ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے محفوظ و مامون رہیں اور مومن اسے قرار دیا جس سے تمام دوسرے انسان امن میں رہیں۔ ایک دفعہ ایک شخص آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کون سے لوگ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیارے ہیں اور وہ کون سے اعمال ہیں جو اللہ کو محبوب ہیں۔ فرمایا اللہ کے نزدیک سب سے پیارے وہ لوگ ہیں جو دوسرے لوگوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل یہ ہے کہ انسان اپنے بھائی کو خوش رکھے۔ یا اس کی تکلیف دور کرے یا اس کا قرض ادا کرے یا اس کی بھوک دور کرے۔ پھر فرمایا کسی شخص کی ضرورت پورا کرنا میرے نزدیک ایک ماہ تک اعتکاف بیٹھنے سے زیادہ اچھا ہے۔ جو اپنے غصہ کو روکتا ہے اللہ اس کے عیبوں پر پردہ ڈالتا ہے اور جو شخص باوجود بدلہ کی طاقت کے اپنے غصہ پر قابو پاتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا دل امید سے بھر دے گا اور جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرنے کے لئے نکلتا ہے اور پھر اس کا کام کرکے لوٹتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ثبات قدم بخشے گا جبکہ اس دن تمام لوگوں کے قدم ڈگمگا رہے ہوں گے ۔

(طبرانی جلد 12 ص 453 مطبع الوطن العربی)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! مجھ سے ایک بڑا گناہ صادر ہوگیا ہے۔ میری توبہ کا دروازہ کیونکر کھل سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کیا تمہاری والدہ زندہ ہے! اس نے کہا نہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو کیا تمہاری خالہ زندہ ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ یعنی اس کی خدمت کرو۔ اس کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ اس کی اطاعت کرو۔ اس کی دیکھ بھال کرو تو تمہارے گناہ معاف ہوسکتے ہیں۔ تمہاری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ (ترمذی کتاب البر والصلہ)

اور حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شرک کے علاوہ تمام گناہ ایسے ہیں کہ ان میں سے جس قدر چاہتا ہے بخش دیتا ہے مگر نافرمانی کے گناہ کو نہیں بخشتا بلکہ اللہ تعالیٰ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والے کو موت سے پہلے اس کی زندگی میں جلد ہی سزا دے دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ کتاب الادب)

ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ مومنین میں سے کامل ترین ایمان اس شخص کا ہے جو خوش اخلاق ہو اور اپنے اہل و عیال پر بہت مہربان ہو۔

(ترمذی کتاب الایمان)

اور حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومنوں میں سے کامل ترین ایمان اس شخص کا ہے جو ان میں سے بہت زیادہ خوش اخلاق ہو اور تم میں بہتر وہ شخص ہے جو اپنی بیویوں کے حق میں بہتر ہو۔ (ترمذی کتاب الرضاع)

بعض لوگ باہر دوست احباب میں بہت خوش ہوتے ہیں۔ رشتہ داروں ہمسایوں کے کام سرانجام دینا فخر سمجھتے ہیں۔ مگر گھر میں پانی کا گلاس بھی خود سے پینا دوبھر ہوتا ہے۔ کوئی معمولی سا کام کرنا بھی پہاڑ لگتا ہے۔ لیکن دیکھئے سرکار دو عالم ﷺ صرف اپنے ساتھیوں کو بیویوں سے حسن سلوک اور خوش اخلاقی کی تعلیم ہی نہیں دیتے۔ بلکہ عملاً خود بھی اس تعلیم پر اس خوبی سے عمل پیرا ہیں کہ ایک وقت میں آپ کے ہاں نو بیویاں موجود رہیں۔ تمام احادیث کی کتابوں کا مطالعہ کیجئے کوئی ایک بھی آپ کو گلہ کرتی نہ ملے گی۔ بلکہ آپ کی گھریلو زندگی کیسی تھی۔ اس کا دلآویز تذکرہ ہمیں یوں ملتا ہے۔

اہل خانہ کی مدد فرماتے۔ ہاتھ سے کام کرنا عار نہ سمجھتے۔ عام آدمی کی طرح گھر میں کام کرتے۔ کپڑے ٹھیک کرلیتے۔ پیوند لگا لیتے۔ ضرورت پر جوتا بھی ٹانک لیتے۔ جھاڑو بھی دے لیتے۔ حسب ضرورت جانوروں کو چارہ ڈال لیتے۔ دودھ دوہ لیا کرتے۔ خادم تھک جاتا تو ان کی مدد فرماتے۔ آپؐ اپنے ہمسایوں کا خیال رکھتے۔ ان کی بکریوں کا دودھ دوہ دیتے۔

(الشفا باب تواضعہ)

اگرہم اس رنگ میں رنگ جائیں ۔ اس تعلیم کو اپنا لیں۔ اس اسوہ حسنہ سے حسین بن جائیں تو نفرتوں کے دریا خشک ہو جائیں گے اور پیار و ایثار اور محبت و شفقت کی وہ جنت تعمیر ہوگی جس کی ہم میں سے ہر ایک کو ضرورت اور طلب ہے۔

****

سیرالیون میں سال نو کے آغاز پر نماز تہجد اور ملک گیر وقار عمل

امیر صاحب سرالیون کی ہدایت پر سال نو کے آغاز پر ملک بھر کی جماعتوں میں نماز تہجد اور وقار عمل کا اہتمام کیا گیا۔ اس سلسلہ میں مبلغین کرام کے ذریعہ جماعتوں کو اس بارہ میں سرکلر کئے گئے اور مقامی جماعتوں، ذیلی تنظیموں خصوصا خدام الاحمدیہ و انصاراللہ سرکٹ مشنریز اور معلمین نے اس بارہ میں بھرپور تعاون کیا۔

نماز تہجد کے بعد جماعت کے ممبران نے اپنی اپنی جماعتوں میں، مساجد کے اردگرد، شہروں و گاؤں کی اہم سڑکوں اور گلیوں کی وقارعمل کے ذریعہ صفائی کی۔ان کے علاوہ جن جگہوں پر وقارعمل ہوئے ان میں مقامی ہسپتال اور پولیس سٹیشن بھی شامل ہیں۔ یہ وقار عمل نماز فجر کے بعد شروع ہوئے اور دن 10 بجے تک جاری رہے۔

خدا کے فضل سے ان وقارعمل کے ذریعہ بہت سے لوگوں کو جماعت کا تعارف ہوا اور اکثر لوگ اس بات کا اظہار کرتے رہے کہ جماعت احمدیہ کے ممبران ہی ایسا منظم اور فعال کام کرسکتے ہیں۔ مقامی انتظامیہ کو اس بارہ میں پہلے ہی اطلاع کردی گئی تھی اور اکثر شہروں میں مقامی کونسل نے شرکاء کو صفائی کے آلات بھی مہیا کئے اور بعض جگہوں پر کونسل کی کوڑا اٹھانے والی گاڑیاں شرکاء کے ساتھ ساتھ چلتی رہیں۔

مقامی ریڈیو سٹیشن اور ذرائع ابلاغ نے بھی ان وقار عمل کو بھرپور کوریج دی۔ بعض لوگوں نے جماعت احمدیہ مسلم ریڈیو پر فون کرکے بھی ان اقدامات کو سراہا۔ جن میں ایک پارلیمینٹیرین بھی شامل ہیں۔ جب ایک مصروف سڑک پر خدام وقار عمل کر رہے تھے تو وہاں کی ایک مسجد کے ممبران نے باہر آکر ان سے اس بارہ میں پوچھا تو ان کو بتایا گیا کہ یہ سال نو کے آغاز پر تہجد کے بعد ہم یہ وقار عمل کررہے ہیں تو اس پر وہ بہت حیران بھی ہوئے اور خوشی کا اظہار کیا۔

ملک بھر میں ہزاروں احمدیوں نے نماز تہجد باجماعت ادا کی اور ان وقار عمل میں حصہ لیا۔

پروگرام کے اختتام پر شرکاء کی ریفریشمنٹ بھی کروائی گئی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالی ہمارے لئے سال نو کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور ہم خلافت احمدیہ کے زیر سایہ اپنی ذاتی اصلاح کرتے ہوئے جماعت اور دنیا بھر کے لئے مفید وجود بننے والے ہوں۔ آمین

(عبدالہادی قریشی، نمائندہ سیرالیون)

****

انجینئر محمود مجیب اصغر

اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی زمانہ میں

محمد رسول اللہ ﷺ صفاتِ الٰہیہ کے مظہر اتم اور انسان کامل اور تمام اوّلین و آخرین کے سردار ہیں۔دُنیا کی ابتداء سے اس کے اخیر تک محمد مصطفیٰ ﷺ جیسا کوئی وجود نہیں۔حضور ﷺ پر ہمارے ماں باپ فدا ہوں اور ہزاروں لاکھوں درود اور سلام ہماری طرف سے حضور ﷺ کو پہنچتے رہیں۔قرآن کریم جو کتاب اللہ بھی ہے اور کلام اللہ بھی ہے اور اُمّ الکتاب ہے اور تحریف اور تبدّل سے پاک اور منزّہ ہے محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی عظمتوں کے ذکر سے بھرا پڑا ہے ۔صحفِ سابقہ بھی حضور ﷺ کی عظمت اورخوبیوں کے ذکر سے رطب اللسان رہے اور تمام پاکباز اور فرشتے حضور ﷺ کی حمد کے گیت گاتے ہیں اور یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔اِس مضمون میں قرآن کریم میں سے کچھ آیات پیش کرنی مقصودہیں جو ہمارے سیّد و مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی امتیازی شان کا اظہار فرماتی ہیں۔

مظہر کامل صفات الٰہیہ

- فرمایا:ترجمہ ۔وہ لوگ جو تیری بیعت کرتے ہیں وہ صرف اللہ کی بیعت کرتے ہیں۔اللہ کا ہاتھ ان پر ہے۔ (الفتح:11)
- اور جب تُو نے (بدر کے موقع پر)کنکریاں پھینکیں تھیں تو تُو نے نہیں پھینکیں تھیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھیں۔(الانفال:18)
- اے رسول ﷺ!جو (تیری)اطاعت کرے (تو سمجھ کہ)اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔ (النّساء:81)
- (اے مومنو!)تمہارے پاس تمہاری ہی قوم کا ایک فرد رسول ہوکر آیا ہے۔تمہارا تکلیف میں پڑنا اُس پر شاق گزرتا ہے اور وہ تمہارے لئے خیر کا بھوکا ہےاور مامنوں کے ساتھ محبّت کرنے والا (اور)بہت کرم کرنے والا ہے۔ (توبہ:128)
- اور ہم نے تجھے دُنیا کے لئے صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

(الانبیاء:108)

یعنی اے رسول تُو اللہ تعالیٰ کا مظہرِ اَتم ہے۔تیرا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے اور تیرا فعل خدا کا فعل اور تیری اطاعت خدا کی اطاعت ہے۔نیز تُو رؤف اور رحیم اور رعالمین کے لئے رحمت ہے۔چنانچہ منجملہ صحفِ سابقہ کی اور پیشگوئیوں کے یسعیاہ نبی کی ایک پیشگوئی میں بھی جو یسعیاہ باب 9 میں لکھی ہے آنحضرت ﷺ کا ایک نام خدائے قادر بیان کیا گیا ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا آپ ﷺ کو کبھی جنگِ اُحد والے دن سے بھی زیادہ تکلیف پہنچی ہے؟آپ ﷺ نے فرمایا''عائشہ تیری قوم کی طرف سے مجھے بڑی بڑی سخت گھڑیاں دیکھنی پڑی ہیں'' اورپھر آپ ﷺ نے سفرِ طائف کے واقعات سُنائے اور فرمایاکہ اس سفر سے واپسی پر پہاڑوں کا فرشتہ آیا اور کہنے لگا کہ مجھے خدا نے آپ ﷺ کے پاس بھیجا ہےتا کہ اگر ارشاد ہو تو میں یہ پہلو کے دونوں پہاڑان لوگوں پر پیوست کر کے ان کا خاتمہ کردوں۔آپ ﷺ نے فرمایا نہیں نہیں مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ انہی لوگوں میں سے وہ لوگ پیدا کرے گا جو خدائے واحد کی پرستش کریں گے۔

(سیرۃ خاتم النبیین ﷺ حصّہ اوّل صفحہ207)

یہ واقعہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہرہیں۔اللہ تعالیٰ کی تو بے شمار صفاتِ حسنہ ہیں جیسا کہ فرمایا:

وِلِلّٰہِ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی(اعراف:181)یعنی اوراللہ کی بہت سی اچھی صفات ہیں لیکن سورۃ فاتحہ میں جو 4 صفات بیان ہوئی ہیں (1)رَبُّ الۡعالمین(2)رحمٰن(3)رحیم(4)مالک یوم الدین انہیں امہات الصفات کہا جاتا ہے۔حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ان صفات کے مظہرِ کامل تھے جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''سورۃ فاتحہ میں جو اللہ تعالیٰ کی صفات اربعہ بیان ہوئی ہیں آنحضرت ﷺ ان چاروں صفات کے مظہرِ کامل تھے مثلاً پہلی صفت ربّ العالمین ہےآنحضرت ﷺ اس کے بھی مظہر ہوئے جب کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ (الانبیاء:7)جیسے ربّ العالمین تمام ربوبیت کو چاہتا ہے اسی طرح آنحضرت ﷺ کے فیوض و برکات اور آپ ﷺ کی ہدایت و تبلیغ کل دنیا اور کل عالموں کے لئے قرار پائی ۔پھر دوسری صفت رحمٰن کی ہے۔آنحضرت ﷺ اس صفت کے بھی کامل مظہر ٹھہرے کیونکہ آپ ﷺ کے فیوض و برکات کا کوئی بدل اور اجر نہیں مَاۤاَسۡاَلُکُمۡ عَلَیۡہِ مِنۡ اَجۡر(الفرقان:5)پھرآپ ﷺ رحیمیّت کے مظہر ہیں۔آپ ﷺ اورآپ ﷺ کے صحابہؓ نے جو محنتیں اسلام کے لئے کیں اور ان خدمات میں جو تکالیف اُٹھائیں وہ ضائع نہیں ہو ئیں بلکہ ان کا اجر دیا گیا اور خود رسول اللہ ﷺ پر قرآن شریف میں رحیم کا لفظ بولا ہی گیاہے۔پھر آپ ﷺ مالکیت یوم الدین کے مظہر بھی ہیں۔اس کی کامل تجلّی فتح مکہ کے دن ہوئی۔ایسا کامل ظہوراللہ تعالیٰ کی اِن صفات اربعہ کا جو اُمّ الصفات ہیں اِور کسی نبی میں نہیں ہوا۔'' (الحکم 10اگست 1903ء صفحہ 20)

لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ (توبہ:128)والی آیت قُرآنی جو سورۃ توبہ میں بیان ہوئی ہے اور جس کا ذکر اوپر آچکا ہے ایک اہم آیت ہے جو رسولِ کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا مظہر ثابت کرتی ہے۔

آنحضرت ﷺ کے عاشقِ صادق کیا ہی خوب فرماتے ہیں:

شان حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے

خدانگویمش از قوسِ حق مگر بخدا
خدا نما سب وجودش برائے عالماں

محمدِ عربی بادشاہِ ہر دو سرا
کرے ہے روح القدس جس کے در کی دربانی

اسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہوں
کہ اس کی مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

عالمگیر نبوت کا حامل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

- اے لوگو!میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

(اعراف:159)

- اور ہم نے تجھے تمام بنی نوع انسان کی طرف جن میں سے ایک بھی تیرے حلقہ رسالت سے باہر نہ رہے۔ایسا رسول بنا کر بھیجا ہے جو مومنوں کو خوشخبری دیتا اور کافروں کو ہوشیار کرتا ہے لیکن انسانوں میں سے اکثر اس حقیقت سے واقف نہیں۔ (سبا:29)
- اور ہم نے تجھے(تمام)لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

(النساء:80)

- وہ ذات بڑی برکت والی ہے جس نے فرقان اپنے بندہ پر اتارا ہے تا کہ وہ سب جہانوں کے لئے ہوشیار کرنے والا بنے۔

(الفرقان:2)

- وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ (باقی)تمام دینوں پر اسے غالب کردے۔(توبہ:33)

اب ان آیات میں آنحضرت ﷺ کو عالمگیر نبوّت دے کر بھیجا جانے کا ذکر ہے جس کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے۔چنانچہ آنحضرت ﷺ کے دعویٰ نبوت کے چوتھے ہی سال جزیرہ نما عرب کے باہر حبشہ میں اسلام کا پیغام پہنچایا۔پھر صلحِ حدیبیہ کے بعد جو 6 ہجری میں ہوئی۔آنحضرت ﷺ نے قیصرِروم،کسریٰ فارس،شہنشاہِ چین،نجاشی شاہ حبشہ،مقوقس شاہِ مصر،رئیسِ بحرین، شاہ عمان،یمامہ کے سرداراور یمن کے قبیلہ بنی علیم کے سرداراور یمن کے قبیلہ حضرمی کے سردار کو تبلیغی خطوط روانہ فرمائے۔

پھر آخری زمانہ میں اسلام کے کامل اور عالمگیر غلبہ کے معراج پر پہنچنے کے بارہ میں بھی پیشگوئی فرمائی جس کا اس زمانہ کے ساتھ تعلق ہے۔دنیا میں اور کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کا مشن عالمگیر ہو اور جس کا زمانہ لا محدود ہو۔یہ امتیاز صرف اور صرف ہمارے سیّدومولیٰ حجرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو حاصل ہے۔

حضرت موسیٰؑ سے مشابہت

سورۃ مزمل میں فرمایا:

ترجمہ: اے لوگو!ہم نے تمہاری طرف ایک ایسا رسول بھیجا ہے جو تم پر نگران ہے اسی طرح جس طرح فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔ (مزمل:16)

اب اس آیت میں آنحضرت ﷺ کو موسیٰؑ کا مثیل کہا گیا ہے۔مثلاً آپؐ کا حضرت موسیٰؑ کی طرح صاحبِ شریعت ہونا۔آپ ﷺ کا حضرت موسیٰؑ کی طرح جنگیں لڑنا۔اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا سلسلہ موسیٰؑ کے سلسلہ کے مشابہ ہوگالیکن ہوگا عالمگیر اور دائمی۔

تمام نبیوں کے جامع

- تاکہ اللہ تعالیٰ جان لے کہ انہوں نے (یعنی رسولوں نے)اپنے رب کے پیغام کو لوگوں تک پہنچا دیا(یہاں جمع کا صیغہ ہے مگر مراد محمد رسول اللہ ﷺ ہیں جو سب نبیوں کے جامع ہیں)

(جنّ:29)

- نہ محمد ﷺ تم میں سے کسی کے باپ تھے نہ ہیں نہ ہوں گے لیکن اللہ کے رسول ہیں بلکہ (اس سے بھی بڑھ کر)خاتم النبیّین ہیں۔ (احزاب:41)
- انہی کو اللہ نے ہدایت دی پس تو ان کی ہدایت کی پیروی کر۔تو ان سے کہہ دے کہ میں اس پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔یہ تو تمام جہانوں کے لئے ایک نصیحت ہے۔ (انعام:91)

اب ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ تمام انبیاءؑ سے افضل اور جامع ہیں۔سورۃ انعام کی آیت 91 جو اوپر بیان کی گئی ہے کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:''یہ آیت حضرت رسول کریم ﷺ کی بڑی فضیلت کا اظہار کرتی ہے۔تمام گذشتہ نبیوں اور ولیوں میں جس قدر خوبیاں اور صفات اور کمال تھے وہ سب آنحضرت ﷺ کو دیئے گئے تھے سب کی ہدایتوں کا اقتداء کر کے آپ ﷺ جامع تمام کمالات کے ہوگئے۔''

(بدر جلدا صفحہ 33 مورخہ 6 نومبر 1905)

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک ازخدائے برتر خیرالوریٰ یہی ہے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :

"سورۃ آل عمران جزو تیسری میں مفصّل یہ بیان ہے کہ تمام نبیوں سے عہد و اقرار لیا گیا کہ تم پر واجب ولازم ہے کہ عظمت و جلالیّت شان ختم الرسل پر جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ایمان لاؤ اور ان کی اس عظمت اور جلالیّت کی اشاعت کرنے میں بدل و جان مدد کرو۔ اسی وجہ سے حضرت آدم صفی اللہ سے لے کر تاحضرت مسیح کلمۃ اللہ جس قدر نبی و رسول گذرے ہیں وہ سب کے سب عظمت و جلالیّت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار کرتے آئے ہیں۔"

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 ص279 -حاشیہ)

فنا فی اللہ

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ (انعام:163-164)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ۔

"ان کو کہہ دے کہ میری نماز اور میری پرستش میں جدوجہد اور میری قربانیاں اور میرا زندہ رہنا اور میرا مناسب خدا کے لئے اور اس کی راہ میں ہے۔ وہی خدا جو تمام عالموں کا رب ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں اول المسلمین ہوں یعنی دنیا کی ابتداء سے اس کے اخیر تک میرے جیسا اور کوئی کامل انسان نہیں جو ایسا اعلیٰ درجہ کا فنا فی اللہ ہو جو خدا تعالیٰ کی ساری امانتیں اس کو واپس دینے والا ہو۔"

(آئینہ کمالات اسلام،روحانی خزائن جلد5 صفحہ 172-173)

مقام بشریت میں عظمت

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰـھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ (الکھف:111)

ترجمہ:تو انہیں کہہ (کہ) میں صرف تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں (فرق صرف یہ ہے کہ) میری طرف وحی د نازل کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی حقیقی معبود ہے۔

تمام عظمتوں کے باوجود جو مضمون کی مختلف آیات قرآنی میں بیان کی گئی ہیں اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا اظہار کیا گیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ لفظ اس لئے استعمال کیا گیا تاکہ دوسرے انبیاء کی طرح حضورﷺ کی پرستش نہ ہو اور حضورﷺ کو خدا نہ بنایا جائے ۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ۔

"ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر دنیا میں کسی کامل انسان کانمونہ موجودنہیں اور نہ آئندہ قیامت تک ہوسکتا ہے"

(ملفوظات جلداول ص74رپورٹ جلسہ سالانہ1897)

حضورﷺ کی امت کی فضیلت

فرمایا:

ترجمہ:تم (سب سے) بہترجماعت ہوجسے لوگوں کے (فائدہ) کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔(آل عمران:111) اور (اے مسلمانو ! جس طرح ہم نے تمہیں سیدھی راہ دکھائی ہے)اُسی طرح ہم نے تمہیں ایک اعلیٰ درجہ کی امت بنایا ہے تاکہ تم (دوسرے) لوگوں کے نگران بنو اور یہ رسول تم پر نگران ہو۔(بقرہ:144)

ان آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بہترین امت قرار دیا گیا ہے اور یہی وہ امت ہے جس کی جھلک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو5 نبوی میں معراج کے دوران اس وقت دکھائی گئی مسلمانوں پر دشمنوں کی طرف سے زمین تنگ کی جارہی تھی اور جس امت نے سارے آفاق کو گھیرا ہوا تھا گویا بلحاظ کیت وکیفیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین اور اعلیٰ درجہ کی امت عطا کی گئی ۔

ہم ہوئے خیرامم تجھ سے ہی اے خیررسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

اعلیٰ نمونہ اور محبت الٰہی حاصل کرنے کا ذریعہ

تمہارے لئے اللہ کے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) میں ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ (احزاب:22)

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (آل عمران:32)

ترجمہ: تُو کہہ دے کہ (اے لوگو) اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو(اس صورت میں)وہ بھی تم سے محبت کرے گا۔

ان آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلیٰ نمونہ قرار دیا گیا ہے اور حضورﷺ کی محبت و اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کیا خوب فرماتے ہیں :

دلبرا مجھ کو قسم ہے تیری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسے یہ دعویٰ کیا تھا کہ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا اس دعوے کے مناسب حال یہ ضروری تھا کل دنیا کے کرومکا یہ متفق طور پر آپ ﷺ کی مخالفت میں کئے جاتے۔ آپﷺ نے کس حوصلہ اور دلیری کے ساتھ مخالفوں کو مخاطب کر کے کہا کہ فَکِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا (ھود :56) یعنی کوئی دقیقہ مکرکاباقی نہ رکھو سارے فریب مکر استعمال کرو۔ قتل کے منصوبے کرو۔ اخراج اور قید کی تدبیریں کرو مگر یا د رکھو سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (قمر:37) آخرمیری فتح ہے تمہارے سارے منصوبے خاک میں مل جائیں گے تمہاری ساری جماعتیں منتشر اور پراگندہ ہو جاویں گی اور پیٹھ دے کر بھاگیں گی جیسے عظیم الشان دعویٰ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا کسی نے نہیں کیا اور جیسے فَکِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا کہنے کی کسی کو ہمت نہیں ہوئی۔یہ بھی کسی کے منہ سے نہ نکلا سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ یہ الفاظ اسی منہ سے نکلے جو خدا تعالیٰ کے سائے کے نیچے الوہیت کی چادر میں لپٹا ہوا پڑا تھا۔"

(الحکم 24جولائی1902)

بھیج درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار
پاک محمدؐ مصطفیٰ نبیوں کا سردار

حرف آخر

غرض ہراعتبار سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی فضیلت وعظمت وجلالیّت و برتری کل انبیاء پر روز روشن کی طرح ثابت ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :۔

"میرا مذہب یہ ہے کہ اگر رسول اللہ صلی الله علیہ ولم کو الگ کیا جاتا اورکل نبی جو اُس وقت تک گذر چکے تھے وہ سب کے سب اکٹھے ہو کر وہ کام اور وہ اصلاح کرنا چاہتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہرگز نہ کر سکتے۔ ان میں وہ دل اور وہ قوت نہ تھی جو ہمارے نبیﷺ کو ملی تھی۔اگر کوئی کہے کہ یہ نبیوں کی معاذاللہ سوء ادبی ہے تو وہ نادان مجھ پر افتراء کرے گا ۔میں نبیوں کی عزت وحُرمت کرنا اپنے ایمان کا جُزو سمجھتا ہوں لیکن نبی کریمﷺ کی فضیلت کل انبیاء پر میرے ایمان کا جزواعظم اور میرے رگ و ریشہ میں ملی ہوئی بات ہے۔"

(الحکم 17جنوری 1907)

(ماہنامہ انصاراللہ نومبر1987ء)

****

اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بولٹن

محض خداتعالیٰ کے فضل کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ بولٹن کو مورخہ 11 جنوری2020 ء کو اپنا کامیاب لوکل اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ یہ اجتماع بولٹن کے مشہور Cobden Community سینٹر میں منعقد ہوا۔ اجتماع کی تزئین و آرائش کے لئے لوکل خدام نے دلچسپی کے ساتھ تمام امور سر انجام دئے۔

اجتماع کا آغاز یونیورسٹی آف بولٹن اسپورٹس ہال Bolton One میں ہوا۔اِسی ہال میں افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا اورحضرت مسیح موعودؑ کا ایک اقتباس بھی پڑھ کر سنا یا گیا جو کہ اس سال اجتماع کی Theme کے متعلق تھا۔ اس سال اجتماع کی تھیم تھی The Hand of Talha-Jihad of the age افتتاحی تقریب کے بعد اسپورٹس شروع ہوئیں جن میں فٹ بال، بیڈمنٹن، سپرنٹ ریس، آرم ریسلنگ، ثابت قدمی شامل تھیں۔ اسپورٹس سیشن کا اختتام دن 12 بجے ہوا باقی کارروائی کے لئے خدام Cobden Community center تشریف لے گئے۔ جہاں پہنچ کر خدام و اطفال کی خدمت میں ریفریشمنٹ و پھل پیش کئے گئے اور بعد ازاں نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد لیور پول سے تشریف لائے ہوئے مربی صاحب مکرم ساحل منیر نے اس سال کے تھیم پر خدام و اطفال کے ساتھ تلقین عمل کا ایک سیشن کیا۔

خدام و اطفال کے تعلیمی مقابلہ جات ہوئے جن میں اطفال کے لئے تلاوت، نظم، تقریر، حفظ قرآن، نماز باترجمہ شامل تھیں اور خدام کے لئے تلاوت ، نظم، تقریر، فی البدیہ تقریر اور پیغام رسانی شامل تھیں ۔ اس سال کی تھیم کی مناسبت سے ایک اشاعت کی نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا جس کو تمام شاملین نے بہت سراہا۔

حاضری کے اعتبار سے صورت حال کچھ یوں رہی کہ خدام کل تجنید 34 میں سے 29 نے شمولیت کی اور اطفال کی کل تجنید 20 میں سے 14 اطفال شامل ہوئے۔

اختتامی تقریب کا آغاز شام کو ہوا۔ صدارت کے فرائض مکرم عاقب خان معاون صدر مجلس خدام الاحمدیہ یوکے نے اداکئے۔ آغاز بھی تلاوت، نظم، اجتماع رپورٹ سے ہوا جس میں تمام شاملین، اطفال کے والدین، اجتماع کمیٹی ممبرز، مہمان خصوصی، ریجنل مربیان و تمام دیگر احباب کا شکریہ بھی ادا کیا گیا۔ بعد ازاں انعامات تقسیم ہوئے اور دعا کے ساتھ اختتام ہوا۔

****

انصر رضا۔ کینیڈا

نشانِ کسوف و خسوف۔انکار بھی اقرار بھی

کسوف و خسوف حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی مشہور و معروف اور زبان زد عام علامت اور صداقت کا ایک زبردست نشان ہے اور حدیث کی ایک کتاب دارقطنی میں ان الفاظ میں درج ہے:

''اِنَّ لِمَھْدِیِّنَا آیَتَیْنِ لَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خلق السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، تَنْکَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَیْلَۃٍ مِنْ رَمَضَانَ، وَ تَنْکَسِفُ الشَّمْسُ فِی النِّصْفِ مِنْہُ، وَلَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ''
(سُنَنُ الدَّارقطنی کتاب العیدین)

یقیناً ہمارے مہدی کے لئے دو نشانیاں ہیں جو تخلیق ارض و سماء سے لے کر آج تک وقوع میں نہیں آئیں، رمضان کی اول راتوں میں چاند گرہن اور اس کے نصف میں سے سورج گرہن اور یہ تخلیق ارض و سماء سے لے کر آج تک وقوع میں نہیں آئیں۔

دارقطنی کی یہ حدیث مندرجہ ذیل کتابوں میں قدیم علماء نے علامتِ مہدیؑ کے طور پر بیان کی ہے:

- العرف الوردی فی اخبار المھدی از جلال الدین السیوطی
- القول المختصر فی علامات المھدی المنتظر از ابن حجر المکی الھیثمی
- مکتوبات امام ربانی حضرت مجدّد الف ثانی حصہ ہفتم دفتر دوم مکتوب نمبر 67
- البرھان فی علامات مھدی آخر الزمان از علامہ علی بن حسام الدین
- الاشاعۃ لاشراط الساعۃ از البرزنجی

اس نشان کے بارے میں احمدیہ جماعت کے لٹریچر میں بہت کچھ لکھا جاچکا ہے۔ اس مضمون میں اس کے متعلق ایک اور پہلو پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ لوگ انبیاؑ علیہم السلام سے نشانات طلب کرتے ہیں لیکن جب وہ نشان ظاہر ہوجاتا ہے تو اس کا انکار کردیتے ہیں۔

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ لَئِنْ جَآءَتْھُمْ اٰیَۃٌ لَّیُؤْمِنُنَّ بِھَا ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰہِ وَ مَا یُشْعِرُکُمْ ۙ اَنَّھَاۤ اِذَا جَآءَتْ لَا یُؤْمِنُوْنَ (الانعام:110)

ترجمہ: اور وہ اللہ کی پختہ قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اگر اُن کے

پاس ایک بھی نشان آجائے تو وہ اس پر ضرور ایمان لے آئیں گے۔ تو کہہ دے کہ ہر قسم کے نشانات اللہ کے پاس ہیں لیکن تمہیں کیا سمجھائے کہ جب وہ (نشانات) آتے ہیں وہ ایمان نہیں لاتے۔

منکرین کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور کے علماء نے پہلے تو آپؑ سے اس نشان کا مطالبہ کرنا شروع کردیا کہ اگر آپ وہی امام مہدی ہیں تو پھر آپ کے لئے کسوف و خسوف کا نشان کیوں نہیں ظاہر ہوا۔لیکن جب وہ نشان زمین کے مشرقی نصف کرہ میں اور پھر اگلے سال میں مغربی نصف کرہ میں ظاہر ہوا تو علماء نے اس مندرجہ بالا حدیث کو حضرت امام محمد الباقرؒ کا قول کہہ کر اسے حدیث ہی ماننے سے انکار کردیا۔جبکہ پچھلی صدیوں کے بہت سے علماء و صوفیاء نے کسوف و خسوف کو امام مہدیؑ کی علامات میں سے ایک اہم علامت قرار دیا ہے بلکہ اس زمانہ کے علماء بھی اپنی کتب میں اسے ایک ناقابل تردید علامت اور امام مہدیؑ کی صداقت کا ثبوت قرار دیتے ہیں۔

''اس واقعہ کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس سے قبل گزشتہ رمضان المبارک میں چاند سورج دونوں کو گرہن لگ چکا ہوگا''
(آثار قیامت اور فتنہ دجال کی حقیقت قرآن و حدیث کی روشنی میں از شاہ رفیع الدین محدث دہلوی صفحہ 19)

''اس واقعہ کی علامت یہ ہے کہ اس سے قبل گزشتہ ماہِ رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگ چکے گا'' (الامام المھدی۔ترجمان السنۃ کا ایک باب۔از بدر عالم میرٹھی صفحہ 4)

''اس واقعہ کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس سے قبل گزشتہ رمضان المبارک میں چاند سورج دونوں کو گرہن لگ چکا ہوگا۔''
(علاماتِ قیامت سے متعلق رسولِ اکرم ﷺ کی پیشگوئیاں از ختم نبوت اکیڈیمی لندن یوکے۔ صفحہ 210)

''حضرت امام مہدیؑ کے ظہور کی ایک عجیب و غریب علامت جو کہ سائنسی نقطۂ نظر کے بالکل خلاف ہوگی کہ جس سال ان کا ظہور مقدر ہوگا اس کے رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن ہوگا اور اسی رمضان کی پندرہ تاریخ کو سورج گرہن ہوگا اور یہ دونوں چیزیں تخلیق کائنات سے لے کر اب تک اس طرح ظہور پذیر نہیں ہوئیں کہ کسی مہینے کی پہلی رات کو چاند گرہن ہو پھر اس کی پندرہ تاریخ کو سورج گرہن ہوجائے کیونکہ سائنسی نقطۂ نظر اور جدید فلکیات کے ماہرین کا کہنا ہے کہ کسی مہینے کی 13، 14، 15 تاریخوں کے علاوہ چاند گرہن ممکن نہیں۔بعض حضرات کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی اس علامت میں تردد پیش آیا ہے جس کی وجہ سے انہوں نے اس کا انکار کردیا ہے چنانچہ ماہنامہ البلاغ کے شمارہ صفر المظفر 1424ھ میں مولانا عمر فاروق لوہاروی کا ایک مضمون ''کیا ظہور مہدی 2004ء میں؟'' کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس میں موصوف نے اس بات کی پرزور اور مدلل تردید کی ہے کہ امام مہدیؑ کے ظہور کے لئے ماہ و سن کی تعیین درست نہیں۔ یہاں تک تو بات صحیح تھی۔لیکن آگے موصوف اس تردید میں ماہرین فلکیات کی رائے پیش کرکے جو بات سمجھے ہیں، درحقیقت اس میں انہیں اشتباہ ہوا ہے۔۔۔۔یہ تو کہا جاسکتا ہے کہ امام مہدیؑ کے ظہور کے لئے ماہ و سن کی تعیین درست نہیں لیکن سرے سے اس علامت کا انکار کردینا ناروا ہے جو آغاز تخلیق سے لے کر اب تک رونما ہی نہیں ہوئی جیسا کہ یہ بات پیچھے بیان ہوئی اور علامت تو ہوتی ہی خلاف عادت اور خرق عادت کے طور پر ہے۔''
(اسلام میں امام مہدی کا تصوّر مؤلف حافظ محمد ظفر اقبال۔صفحہ 102 تا 105)

ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ ایک طرف تو مخالفین احمدیت اس حدیث کا انکار کرتے ہیں اور دوسری طرف خود اسے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی صداقت کے نشان کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

******

تعزیت کرنے کے آداب

جب کسی کی موت کی خبر سنیں تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کے الفاظ کہیں۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ ہم اللہ کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ تعزیت کے لئے مرحوم کے رشتہ داروں کے پاس جانا چاہئے اور انہیں تسلی دینی چاہئے اور صبر کی تلقین کرنی چاہئے۔ رسول کریم ﷺ کی مثالیں دے کر انہیں دلاسہ دینا چاہئے۔ میّت کے پاس جب بیٹھے ہوں بجز خیر کے کلمات کے دوسری باتیں نہیں کرنی چاہئے۔ تعزیت کے لئے جائیں تو وہاں فضول باتیں نہ کریں اور نہ ہی کوئی ایسی حرکت یا بات کریں جس سے مرحوم کے اعزّہ کو یہ خیال گزرے کہ یہ لوگ ہمارے دکھ میں شریک ہونے نہیں آئے بلکہ محض رسماً آئے ہیں۔

جزع فزع کرنا دین میں منع ہے ۔ تعزیت کے وقت چھاتی کوٹنا ، سر کے بال کھول کر رونااور چلانا، گریبان پھاڑنا اور بے صبری کے کلمات کہنا سب جاہلیت کی رسمیں ہیں۔ آنحضرت ﷺ نوحہ اور ماتم کو ناپسند فرماتے تھے۔ غم ایک قدرتی احساس ہے جو کسی کی تکلیف اور دکھ کو دیکھ کر انسان کے اندر پیدا ہو جاتا ہے۔ غم کی وجہ سے انسان کا دل بوجھل ہو جاتا ہے اور آنسو بہنے لگتے ہیں ۔ آنسو بہانے سے عذاب نازل نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اس غم سے منع کرتا ہے جس سے انسان کے حواس ختم ہو جائیں اور اس کی عقل ماری جائے اور کام کرنے کی قوت مفلوج ہو جائے۔

حضور اکرم ﷺ ماں سے بڑھ کر شفیق و رحیم تھے۔ آپؐ کی آنکھیں کسی کی تکلیف دیکھ کر بے ساختہ آنسو بہانے لگتیں۔اسلام ہمدردی کا مذہب ہے۔ جب کسی بھائی یا ہمسائے کے گھر ماتم ہو جائے تو برادرانہ ہمدردی کی راہ سے کھانا تیار کر کے اس کے گھر بھجوایا جائے۔تعزیت کے لئے جائیں تو موت فوت کے متعلق بدعات اور رسومات سے قطعی پرہیز کریں۔ مجلس فاتحہ خوانی ، قل خوانی جو مرنے والے کی وفات کے تیسرے دن کی جاتی ہے، میں شامل نہ ہوں۔ یہ سراسر بدعات ہیں۔ رسول کریم ﷺ آپؐ کے خلفاء راشدینؓ اور صحابہ کرامؓ کے زمانے میں ان کی کوئی سند نہیں ملتی۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے ۔کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ ہر بدعت گمراہی کی طرف لے جاتی ہے۔ بدعت کے بے پناہ داغوں نے آج لوگوں کو گمراہی کے راستوں کی طرف دھکیل دیا ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ میّت کو صرف دعا اور صدقہ پہنچتا ہے۔تعزیت کیلئے جائیں تو عورتوں کو چاہئے کہ وہ جنازہ کے ساتھ نہ جائیں۔ حضرت امّ عطیہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ہمیں جنازوں کے پیچھے پیچھے جانے سے منع کیا گیا۔ مگر اس باب میں ایسا تشدد نہیں کیا گیا۔
(بخاری و مسلم)

جنازہ کے ساتھ نوحہ اور ماتم کرتے ہوئے جانا ایک نازیبا حرکت ہے ۔ دین نے اس سے روکا ہے ۔ حضورؐ نے تو اس جنازہ کے ساتھ صحابہؓ کو جانے سے منع کر دیا جس پر کوئی عورت نوحہ کر رہی ہو۔جنازہ جب جائے تو تعظیماً کھڑے ہوجانا چاہئے۔آنحضور ﷺ جب جنازہ جاتا تو کھڑے ہو جاتے تھے۔ بخاری میں روایت ہے کہ آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ جنازہ جاتا ہو تو اس کے ساتھ جاؤ۔ ورنہ کم از کم کھڑے ہو جاؤ اور اس وقت تک کھڑے رہو کہ جنازہ سامنے سے نکل جائے۔

****

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
ANDROID APP ON Google play
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء ان ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں

مرزا محمد اقبال

مکرم چوہدری محمد علی مضطر کی نا قابل فراموش یادیں

مکرم چوہدری محمد علی کی المناک وفات کا سنا تو یکم مئی 1970ء کا ایک منظر آنکھوں کے سامنے آگیا۔ وہ منظر پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے تین روزہ دورہ گیمبیا کا تھا جس میں یندوم (Yundum) ایئرپورٹ پر تشریف لانے والے احباب کے مبارک قافلہ میں چوہدری صاحب حضور کے پرائیویٹ سیکرٹری شامل تھے۔اس بابرکت موقع پر آپ سے دیارِ غیر میں پہلا تعارف ہوا۔ خاکسار اُن دنوں گیمبیا میں بطور مربی سلسلہ متعین تھا۔ جیسا جنوری 1999ء میں مکرم چوہدری حمید اللہ کے اس ارشاد پر کہ چوہدری صاحب! اگر آپ پسند فرمائیں تو آپ اُن سے اپنے دفتر میں کام لے سکتے ہیں۔ چونکہ آپ نے مجھے دیکھا ہوا تھا اور تعارف بھی ہوچکا تھا لہٰذا فوراً رضامندی ظاہر کردی۔ خاکسار نے اُن کی رہنمائی میں 6 سال تک کام کیا۔عرصہ ہذا میں مکرم چوہدری صاحب کے اوصاف حمیدہ اور جو خوبیاں اُن میں دیکھیں اُن کو تحریر میں لانے کی خاکسار کوشش کرے گا۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ آپ کے حسن سلوک، شفقت اور باہمی پیار و محبت کی دفتری فضا اور ماحول ہونے کی وجہ سے اس کے گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا۔ مجھے یاد ہے کہ جب آپ دفتر میں تشریف لاتے تھے تو بڑے پیار اور مسکراتے ہوئے چہرہ کے ساتھ سلام کہا کرتے تھے۔ جب آپ کو کوئی ضرورت پیش آتی تو بڑے ہی اچھے انداز میں بلاتے۔ سامنے کرسی پر بٹھاتے اور نرم لہجہ میں گفتگو کرتے۔ میرے ذمہ دفتری حساب کتاب کا کام تھا۔ ہر ماہ کے شروع میں پچھلے ماہ کے بلز برائے تصدیق پیش کرتا۔ آپ بڑی خندہ پیشانی سے چیک کرنے کے بعد بل پر اپنے دستخط ثبت کرتے۔ کسی شخص کے اخلاق، عادات و اطوار میں حسن و قبح، اچھائی اور بُرائی کا اسی وقت علم ہوتا ہے جب اس کے ساتھ کوئی سفر کرنے کا موقع ملے یا کبھی لین دین کا واسطہ پڑے۔ مجھے اس عرصہ 6 سال میں آپ کے ساتھ دو تین مرتبہ سفر کرنے کا موقع ملا۔ سفر میں آپ کا سلوک بہت ہی اچھا رہا۔ ایک دفعہ دفتر کے کارکن کی شادی کی تقریب میں شرکت کے لئے جھنگ شہر تک ہم سفر بننے کا اتفاق ہوا۔ دورانِ سفر آپ کی عموماً یہ عادت تھی کہ آپ ویگن میں فرنٹ سیٹ پر نہیں بیٹھتے تھے بلکہ ہمراہیوں کے ساتھ تشریف فرما ہوتے تھے اور وقتاً فوقتاً ہلکی پھلکی مزاحیہ اور کبھی کسی دینی مسئلہ پر مشتمل گفتگو کیا کرتے تھے۔ ویسے زیادہ تر سفر دُعاؤں میں گزرتا تھا۔ان کی شفقت اور حسن سلوک کی ایک اور مثال پیش ہے۔ایک دن دفتر کے چند کارکن دفتری کام کے سلسلہ میں لاہور جارہے تھے۔ میرا وہاں جانا ضروری نہ تھا۔ آپ کی شفقت ملاحظہ کیجئے۔ مجھے بلایا اور دریافت کیاکہ لاہور جانے کی خواہش تو نہیں، میرے ہاں میں جواب دینے پر آپ نے اجازت عنایت فرمادی۔ پھر ایک دفعہ جب آپ راولپنڈی دفتری کام کے لئے ہی تشریف لے جارہے تھے۔ آپ کو علم تھا کہ میرے بیٹے وہاں رہائش پذیر ہیں۔ مجھے بلایا اور کہا کہ بیٹوں سے ملاقات کرنی ہو تو میرے ساتھ ہم سفر بن جائیں۔ یہ سن کر خاکسار بہت متأثر اور خوش ہوا۔ خیال آیا کہ مکرم چوہدری صاحب کتنے مہربان ہیں انہیں اپنے ماتحت کارکنان کے احساسات کا کتنا خیال ہے۔ چنانچہ میں نے یہ سفر آپ کے ساتھ کیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ سارا راستہ دُعا میں مصروف رہے اور نماز بھی قضا نہیں کی۔ آپ کا قیام راولپنڈی شہر کے علاقہ ویسٹرج کے گیسٹ ہاؤس میں تھا۔ کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر میں نے آپ سے جانے کی اجازت مانگی تو آپ نے بخوشی دے دی۔ شام کافی ڈھل چکی تھی، کہاکل چلے جانا۔ عرض کیا کہ آپ کی اجازت مطلوب ہے۔ کہا دل تو نہیں چاہتا کہ آپ جائیں۔ پھر آپ مہمان خانہ کے گیٹ پر تشریف لائے اور الوداع کہا۔

اپریل 2003ء کے اوائل کی بات ہے کہ میں نے اپنے بچوں کی شادی کی تقریب میں شرکت کے لئے آپ کو دعوتی کارڈ دیا تو آپ بہت خوش ہوئے اور بچوں کے لئے بطور سلامی مبلغ پانچ صد روپے عنایت کئے۔گوالے کو دفتر میں دودھ پہنچانے کا کہا ہوا تھا اور مددگار کے فرائض میں دودھ اُبالنا بھی شامل تھا، کئی دفعہ ایسا ہوا کہ مددگار کسی ضروری کام کے لئے دفتر سے باہر گیا ہوا ہوتا تو یہ کام مجھے سرانجام دینا پڑتا۔ دو تین مرتبہ ایسا ہوا کہ دودھ کو اُبالنے کے لئے چولہے پر رکھا اور خود دفتر کے کسی کام میں مشغول ہو گیا تو نتیجہ یہ نکلتا کہ دودھ اُبلتا رہتا اور برتن سے باہر گرتا رہتا۔ اس طرح دودھ بہت کم رہ جاتا مگر چوہدری صاحب کا ظرف دیکھئے کہ آپ نے ایک دفعہ بھی نہیں پوچھا کہ آج دودھ کیوں کم ہے۔ ایک مرتبہ تو دودھ زیادہ اُبل جانے اور جل جانے کی وجہ سے بہت کم رہ گیا۔ چنانچہ بازار سے منگوا کر یہ کمی پوری کر دی گئی اور مکرم چوہدری صاحب کو دودھ کم ہونے کا احساس ہونے نہیں دیا گیا۔

آپ میں مہمان نوازی کا وصف بھی نمایاں طور پر موجود تھا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد دفتر میں جب بھی آپ سے ملنے گیا تو آپ نے کبھی بھی خالی یعنی بغیر کھلائے پلائے واپس نہیں آنے دیا۔ آپ کی عادت تھی کہ جونہی آپ کو میرے آنے کا علم ہوتا آپ بڑی شفقت سے اپنے کمرے میں بلاتے، حال وغیرہ دریافت کرتےاور ساتھ ہی مددگار کو جُوس یا چائے لانے کا ارشاد فرماتے۔ یہی حال آپ کا کوٹھی میں ہوا کرتا تھا کہ جس روز ناسازئ طبع کی وجہ سے دفتر تشریف نہ لا سکتے، دفتری کام کی تکمیل کے لئے وہاں بُلا لیتے تو کچھ نہ کچھ کھانے کے لئے دیا کرتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آپ کے ذمہ ترجمہ کا نہایت نازک اور بہت ہی مشکل کام کیا تھا۔ جسے آپ نے مکمل کرنے کی تادم آخر جدوجہد کی۔ آپ کو اپنے اس فرض اور کام کو پورا کرنے کا بڑا احساس تھا۔ باوجود دل کی پُرانی اور لمبی تکلیف کے نیز پیرانہ سالی کے آپ دفتر تشریف لے جاتے

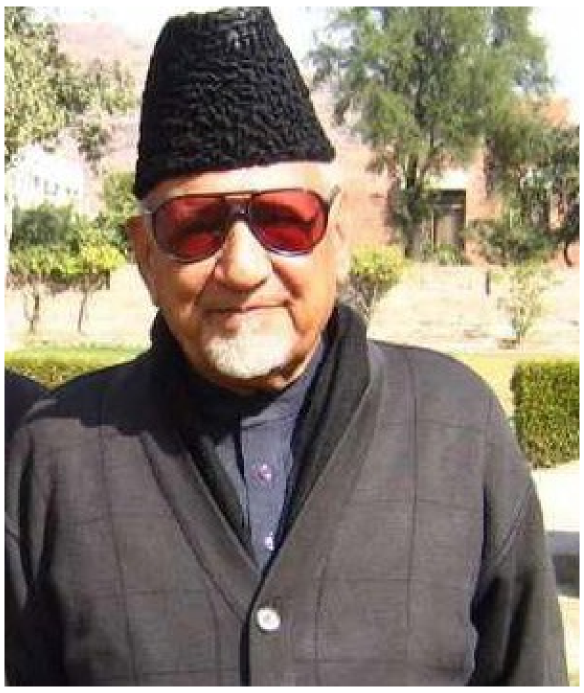

تھے۔ میں نے کئی دفعہ واکر کے سہارے آہستہ آہستہ چلتے ہوئے دفتر جاتے دیکھا۔ یہ احساس ذمہ داری آخری دم تک جاری رہا۔ آپ کے ایک کارکن ساتھی نے بتایا کہ جس رات آپ کی وفات ہوئی۔ قبل ازیں دن بھر دفتر میں کام کرتے رہے۔ اسی رات اڑھائی بجے دل کی تکلیف شروع ہوئی جو اتنی بڑھ گئی کہ جان لیوا ثابت ہوئی۔ ایک اور کارکن (ڈرائیور) نے بتایا کہ مجھے مکرم چوہدری صاحب کے ساتھ لاہور اور راولپنڈی کا سفر کرنے کا موقع تو نہیں ملا البتہ کئی دفعہ انہیں گوجرہ شہر کے قریب واقع اُن کے گاؤں لے جانے اور لانے کا موقع ملا۔ میں نے انہیں بہت منکسر المزاج اور دُعاگو پایا۔

مکرم چوہدری صاحب میں عاجزی، انکساری، اور فروتنی بہت پائی جاتی تھی۔ تکبر، نخوت اور بڑا پن نام کو نہیں تھا۔ میں ان کے متعلق بڑے وثوق کے ساتھ اور بلاجھجک کہہ سکتا ہوں کہ آپ میں کبر و نخوت، غرور، ریا وغیرہ بالکل نہیں تھا۔ آپ اگرچہ چوہدری کہلاتے تھے اور اپنے گاؤں میں وسیع زرعی زمین بھی تھی۔ مگر آج کل کے چوہدریوں والی چوہدراہٹ آپ میں ہرگز نہ تھی۔ آپ جب بھی کسی سے ملتے تو نہایت خندہ پیشانی سے ملتے۔ آپ سے ملنے والے کو ذرا سا بھی احساس نہ ہوتا کہ آپ چوہدری ہیں یا کوئی بڑے آدمی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ آپ کے درجات بلند فرمائے اور اُنہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔آمین

****

25جنوری 2020ء	طلوع	غروب
مکہ مکرمہ	05:43	18:05
مدینہ منورہ	05:48	18:01
لندن	05:54	16:40
قادیان	06:01	17:55
ربوہ	05:41	17:35